اس رسالہ میں قرآن کی ان آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں شانِ مصطفیٰ ﷺ کا واضح بیان ہے۔ ہر میلاد کی محفل یہ آیات مع ترجمہ پڑھ کر سنائی جائیں اس سے عشق مصطفیٰ ﷺ میں اضافہ ہوگا اور دلی مرادیں پوری ہوں گی خصوصا بے اولاد حضرات گھر میں میلاد کا اہتمام کرکے اس پورے رسالہ کو پڑھ کر سنائیں ان شاء اللہ اس کی برکت سے اللہ عزوجل ان کو اولادِ نرینہ عطا فرمائے گا۔

مسمّٰی بہ

آیات القرآن در شانِ حبیب الرحمٰن

مصنف

مولانا ابوالحسن محمد قاسم ضیاء القادری

میلاد مصطفی ﷺ

(۱): لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

(آلِ عمران :164)

Undoubtedly, Allah did a great favour to the Muslims that in them from among themselves sent a Messenger who recites unto them His signs and purifies them and teaches them the Book and wisdom,

نوٹ : اللہ عزوجل انسان کو بہت سی نعمتیں دیں مگر کسی کا احسان نہیں جتلایا۔احسان جتلایا تو صرف اس نعمت کا کہ میں نے تمھیں اپنا محبوب ﷺ عطافرمادیا ہے پتاچلا کہ یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔اور اس آیت میں بڑی نعمت یعنی نبی کریم ﷺ کو بھیجنے کا بھی ذکر ہے اور اللہ عزوجل یہ ذکر خود فرمارہاہے اور میلاد میں بھی ہم سرکار ﷺ کے آنے کا ذکر ہی کرتے ہیں۔

اس سے یہ بھی پتاچلا کہ نبی کریم ﷺ بندوں کو پاک فرماتے ہیں اور یہ بھی کہ پاکی نیکیوں سے ہی صرف حاصل نہیں ہوتی بلکہ نیکیاں تو پاکی کے سبب ہیں اور اصل پاکی تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملتی ہیں۔اور حضور نعمت ہیں اور اللہ عزوجل نعمت کا خوب چرچا کرنے کا حکم فرماتا ہے جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

(۲):وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (الضحیٰ:11)

نوٹ :اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ عزوجل بڑا فضل بھی ہے جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

(۳):وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

اور تمھیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(النساء:113)

نوٹ : اور نبی کریم ﷺ ہمارے لیے اللہ کے فضل کے حصول کا ذریعہ بھی ہیں بلکہ آپ فضل الہیٰ ہیں اور اللہ عزوجل کے فضل کے حصول پر خوشی کرنا (میلاد کی صورت میں ہو یا جلوسِ میلاد کی صورت میں) قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ اگلی آیت میں ہے۔

(۴):قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰهِ وَبِرَحۡمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلۡيَفۡرَحُوۡا ؕ هُوَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ-

تم فرماؤاللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے

(یونس:58)

Say you, 'Only Allah' grace and only His mercy, on it let them rejoice. That is better

(۵):لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۸﴾

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(التوبہ:128)

Assuredly there has come to you a messenger from among yourselves, heavy upon him is your suffering; ardently desirous of your welfare, and to Muslims is most Kind and Merciful.

نوٹ: اس آیتِ کریمہ میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلادِ مبارک کا بیان ہے۔ ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کرکے فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ محفلِ میلادِ مبارک کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دو ناموں (رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ) سے مشرف فرمایا۔یہ کمال تکریم ہے اس سرورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

(خزائن العرفان)

اس سے وہابیوں کا اعتراض بھی ختم ہوگیا کہ اللہ عزوجل کی صفت کا اطلاق نبی پر کرنا شرک ہے مثلاً یہ کہنا اللہ بھی غیب جانتا ہے اور نبی بھی تو یہ شرک ہے معاذاللہ۔اس طرح تو پھر اللہ بھی رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ اور نبی کریم بھی رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ہیں جو قرآن نے خود فرمایا تو کیا قرآن شرک کی تعلیم دے رہا ہے۔شرک تو تب ہوتا اگر ہم نبی کریم ﷺ کو اللہ عزوجل کی طرح عالم الغیب قرار دیتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا علم ذاتی ہے اور نبی کریم ﷺ کا علم غیب عطائی جو ان کو اللہ عزوجل نے ہی دیا جیسا کہ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ان کو اللہ نے ہی بنایا جبکہ اللہ عزوجل کا رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ہونا ذاتی ہے اسے کسی نے عطا نہیں کیا۔

(٦) :وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ-اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

[الصّف:٦]

conveying the glad news of the Messenger who will come after me, his name is Ahmad!

نوٹ : حضرت کعب احبار سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا یا روحَ اللہ کیا ہمارے بعد اور کوئی امّت بھی ہے فرمایا ہاں احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت، وہ لوگ حکماء، علماء، ابرار و اتقیاء ہیں اور فقہ میں نائبِ انبیاء ہیں اللہ تعالیٰ سے تھوڑے رزق پر راضی اور اللہ تعالیٰ ان سے تھوڑے عمل پر راضی۔

(خزائن العرفان)

محبت رسول ﷺ ایمان کی اصل ہے

(۱) :قُلۡ اِنۡ کَانَ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ وَ اِخۡوَانُکُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ وَ عَشِیۡرَتُکُمۡ وَ اَمۡوَالُۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَ تِجَارَۃٌ تَخۡشَوۡنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۴﴾

ترجمہ :اے نبی تم فرمادو، کہ اے لوگو! اگر تُمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تُمہاری بیبیاں، تمہارا کنبہ اور تُمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے، تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔(پ10 التوبہ:24)

نوٹ :اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں : اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز کوئی مال، کوئی چیز، اللہ ورسول عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے زیادہ مَحبوب ہو، وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔

(تمہید الایمان ص58)

(۲): قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَ يَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤاللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

(آل عمران:31)

'O beloved! Say you, 'O people! If you love Allah, then follow me; Allah will love you and forgive your sins and Allah is Forgiving, Merciful.

نوٹ : قریش کا بتوں کے آگے سجدہ کرنا اور کہنا کہ ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی۔اور ان سب کو حکم دیا گیا کہ اگر تم واقعی خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے محبوب کی غلامی کرو کہ ابھی تو تم خدا کے چاہنے والے بنتے ہو اور خدا کو اپنا محبوب بتاتے ہو پھر خدا تمہارا چاہنے والا ہو گا۔

تعظیم رسول

(۱): يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡا ؕ وَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۰۴﴾

اے ایمان والو رَاعِنَانہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔(البقرۃ:104)

O Men of faith do not say; Raina, but say humbly, respected Sir. **"Look upon us"** and from very beginning listen carefully, and for the disbelievers is a **grievious** torment.

سببِ نزول: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے۔ ''رَاعِنَا یارسول اللہ'' اس کے یہ معنی تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجیئے یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ''رَاعِنَا'' کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ''اُنْظُرْنَا'' کہنے کا حکم ہو

نوٹ : انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے۔

(خزائن العرفان)

(۲): یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡكُمۡ "

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

(انفال:24)

O believers! respond to the calling of Allah and Messenger, when the Messenger calls you for a thing that will give you life;

سببِ نزول : بخاری شریف میں سعید بن معلیٰ [ایساہی دوسری حدیث میں حضرت ابی بن کعب]فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکارا۔ "فَلَمْ أُجِبْهُ "میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو ۔ عرض کیا بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا ۔

(الصحیح البخاری باب ماجاء فی فاتحۃ الکتاب رقم 4474)

نکات : اس سے معلوم ہوا کہ نماز چھوڑ کر حضور ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا ضروری ہے۔اور آپ ﷺ جو خدمت فرمائیں اس کو پورا کرے تو ایسا کرنے وہ نماز میں ہی ہے۔اور یہ بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ اگر اس نمازی نے کلام کیا تو کس سے کیا؟ان سے کیا جن کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے (السلام علیک ایھا النبی) اگر کسی اور کو کرتا تو نماز جاتی رہتی۔اگر کعبہ سے سینہ پھر تو کس طرف پھرا ادھر جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں ۔اگر چلا تو کدھر چلا؟ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی طرف جو عینِ عبادت ہے تو پھر نماز کیوں جاوے(ٹوٹے) جب نماز ہی میں وضو ٹوٹ جائے تو پانی کی طرف جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی حالانکہ کعبہ سے سینہ پھرا اور عمل کثیر ہوا پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے سے نماز کیونکر ٹوٹے گی۔

(شانِ حبیب الرحمٰن ص104)

(۳): یٰاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوٰتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔

(حجرات:2)

'O believers! raise not your voices above the voice of the Communicator of unseen (the Prophet)

(۴):فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾

تواے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں ۔ پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

(النساء؛65)

Then O beloved! By your Lord, they shall not be Muslims until they make you judge in all disputes among themselves

سبب نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا معاملہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدقِ دِل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے سبحان اللہ اس سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان معلوم ہوتی ہے۔

خزائن العرفان

ایک منافق (جو بظاہر مسلمان تھا) اور یہودی میں جھگڑا ہوا اور وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چلے گئے اور فیصلہ یہودی کے حق میں ہو گیا مگر وہ مسلمان راضی نہ ہوا اور فیصلہ لے صدیق اکبر اور پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آیا اور وہاں یہودی نے عرض کی کہ اس کا فیصلہ نبی کریم ﷺ میرے حق میں فرما چکے ہیں مگر یہ شخص راضی نہیں ہوا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس منافق کا سر اتار دیا اسی دن آپ کا لقب فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) ہوا

(شان حبیب الرحمٰن ص 67-68)

(۵):لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (النور:63)

Make not the calling of the Messenger among yourselves, like one calls the other among you.

نوٹ : ادب و تکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ آپ کے معظّم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ و منکسرانہ لہجے میں ''**یَانَبِیَّ االلّٰہ یَارَسُوْلَ االلّٰہ یَا حَبِیْبَ االلّٰہ**'' کہہ کر واور آپ کا نام لے کر ندامت کرو۔

اس طرح کی آیات پڑھ کر وجد آجاتا ہے کہ محبوب کریم ﷺ کا یہ ادب کون سیکھارہا ہے؟ کوئی اور نہیں بلکہ ان کا رب کریم عزوجل۔

(٦): لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝٩

تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(الفتح:9)

So that O People you may believe in Allah and His Messenger and pay respect to him and honour him and that you may **glorify** Him morning and evening.

نوٹ : اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مسلمانو! ان کی ترتیب تو دیکھو' سب میں پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب میں آخر میں اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو' اس لئے کہ بغیر ایمان' تعظیم کچھ کام کی نہیں۔ پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو' عمر بھر عبادت الٰہی میں گزرے' سب بے کار و مردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترک دنیا کرکے' اپنے طور پر ذکر عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں' کہ لاالٰہ الا اللہ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں' کیا فائدہ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہ الٰہی نہیں۔

[تمہید الایمان]

افضلیت مصطفی ﷺ

(١): مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝٤٠

محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

(احزاب:40)

Mohammed is not the father of any of your men; yes He is the Messenger of Allah and the last one among all the prophets. And Allah knows all things.

نوٹ: خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا قطعی معنیٰ آخری نبی ہے کہ نبوّت آپ پر ختم ہو گئی آپ کی نبوّت کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوّت پہلے پا چکے ہیں مگر نُزول کے بعد شریعتِ محمّدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے، نصِّ قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حدِّ تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوّت کے بعد کسی اور کو نبوّت ملنا ممکن جانے، وہ ختمِ نبوّت کا منکِر اور کافِر اور اسلام سے خارج ہے۔

(خزائن العرفان)

(۲): وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

(پ: 22 سورہ سبا: 28)

نوٹ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامّہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے اُمّتی۔ اسی لیے آپ ﷺ تمام انبیاء سے افضل قرار پائے کہ کیونکہ آپ سے پہلے انبیاء کرام کسی مخصوص علاقے یا قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجے جاتے تھے مگر آپ ﷺ سب کے رسول و نبی ہیں آپ ﷺ کی نبوت بھی عام اور رسالت بھی عام جیسا کہ اگلی آیت میں بیان ہے۔

(۳): وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

(پ 17 سورہ انبیاء: 107)

(۴): وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

(پ: 3 آل عمران: 81)

نوٹ: حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں اس سے ثابت ہوا کہ حضور تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں۔

(خزائن العرفان)

اس پر اعلی حضرت کی کتاب تجلی الیقین کا مطالعہ بھی ضرور کیجئے۔

شفاعت

(۱): وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا ﴿۶۳﴾

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں

(پ: 5 النساء: 63)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار بر آری کا ذریعہ ہے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے وَلَوۡ اَنَّھُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡا میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(خزائن العرفان)

(2): عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔(پ:15 بنی اسرائیل:79)
نوٹ : مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کہ اس میں اوّلین وآخرین حضور کی حمد کریں گے اسی پر جمہور ہیں۔

خلق عظیم

(۱):وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾

اور بے شک تمہاری خوبو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔

(پ:29 قلم:4)

نوٹ : حضرت اُمُّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خُلق قرآن ہے۔ زمین وآسمان کے خزانوں کے مالک ہونے کے باوجود بھی ایسے عظیم اخلاق کے مالک ہیں کہ غلاموں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کھانا تناول فرماتے اور پیوند لگا ہوا کپڑا پہنتے اور اپنے کام خود کرتے اور گھر کے کام کاج میں ازواج مطہرات کے ساتھ ہاتھ بٹاتے ہیں۔

نورانی بشر

(۱):قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا (یعنی محمد) اور روشن کتاب

(پ:6 المائدہ:15)

نوٹ : کثیر التفاسیر میں موجود ہے کہ یہاں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکیٔ کُفر دور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی۔

(۲)مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچھم (مغرب) کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔

(پ: 18 نور: 35)

نوٹ: ایک تفسیر یہ ہے کہ اس نور سے مراد سیدِ کائنات افضلِ موجودات حضرت رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یہ تمثیل نورِ سیدِ انبیاء محمّدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعب احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنٰی بیان کرو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشندان (طاق) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ شریف ہے اور فانوس قلبِ مبارک اور چراغِ نبوّت کے شجرِ نبوّت سے روشن ہے اور اس نورِ مُحمّدی کی روشنی واضائت اس مرتبۂ کمالِ ظہور پر ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان بھی نہ فرمائیں جب بھی خَلق پر ظاہر ہو جائے جیسے راہب کا پہچاننا۔

خزائن العرفان

حاضروناظر

(۱): يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

اور اللّٰہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

(پ:22 احزاب 45-46)

نبی کا معنی دو معانی ہیں غیب کی خبریں دینے والا اور بڑے درجہ والا مگر یہاں پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔اور شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ترجمہ ہے، مفرداتِ راغب میں ہے "اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ" یعنی شہود اور شہادت کے معنٰی ہیں حاضر ہونا، ناظر ہونا کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالَم کی طرف مبعوث ہیں، آپ کی رسالت عامّہ ہے جیسا کہ سورۂ فرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا تو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک ہونے والی ساری خَلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال، تصدیق، تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔اسی کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے۔

(ابو السعود وجمل)

(۲): وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (پ:2 بقرہ:143)

نوٹ : حضرات انبیاء سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کریں گے کہ یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی اس پر اُن سے "**اِقَامَةً لِلْحُجَّةِ**" دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے کہ اُمت محمد یہ ہماری شاہد ہے یہ اُمت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گزشتہ اُمت کے کفار کہیں گے اِنہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو یہ عرض کریں گے یارب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعے سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرضِ تبلیغ علیٰ وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور انکی تصدیق فرمائیں گے۔

(۳) :فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں

(پ:5 النساء:41)

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(پ:21 احزاب:6)

نوٹ: اولی کے کئی معانی ہیں دو مشہور ہیں (1): اولی کا معنی زیادہ مالک ہے یعنی نبی کریم ﷺ کو تم پر اتنا اختیار و ملکیت ہے کہ اتنی تمہاری جان کو تمہاے اعضا پر نہیں حالانکہ جان کو اعضا پر ایسی ملکیت حاصل ہے کوئی عضو بغیر جان کے حرکت نہیں کر سکتا مگر نبی کریم ﷺ کی ملکیت اس جان سے بھی زیادہ ہونا چاہیے کہ جو بھی حرکت ہو وہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے تحت ہو۔

(2): اولی کا دوسرا معنی زیادہ قریب ہیں مدارج النبوت میں شیخ محقق نے اس کا معنی نزدیک تر کیا یعنی جان سے بھی زیادہ قریب حالانکہ جان سب سے قریب ہوتی ہے جسم کو ذرا تکلیف ہو جان کو خبر ہو جاتی ہے مگر حضور ﷺ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں لہٰذا نبی کریم ﷺ ہر مسلمان کے پاس حاضر بھی ہیں اور اس کو دیکھ بھی رہے ہیں یعنی ناظر بھی ہیں۔

علمِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) :وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ﴿۱۷۹﴾

اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے

(پ:4 آل عمران:179)

نوٹ: یعنی اللہ عزوجل اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔ مگر یہ علم غیب عطائی ہے جو رب عزوجل نے ان کو عطا فرمایا۔

(۲): وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿٢٤﴾

اور یہ نبی (محمد) غیب بتانے میں بخیل نہیں (پ:30 تکویر:24)

(۳): وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿١١٣﴾

اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (علومِ غیب) اور اللّٰہ کا تم پر بڑا فضل ہے (پ:5 نساء:113)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱): قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

(پ:2 بقرۃ:144)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی رضا منظور ہے اور آپ ہی کی خاطر کعبہ کو قبلہ بنایا گیا۔

(۲): وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴿٥﴾

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے (پ:30 الضحٰی:5)

نوٹ: حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "إِذاً لاَّ أَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ أُمَّتِيْ فِي النَّارِ" جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا۔

("التفسیر الکبیر" تحت الآیۃ: ۵، ج۱۱، ص۱۹۴)

آیتِ کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ امّت بخش دیئے جائیں تو آیت و احادیث سے قطعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مقبول اور حسبِ مرضیِ مبارک گنہگارانِ امّت بخشے جائیں گے، سبحان اللہ کیا رتبۂ عُلیا ہے کہ جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقرّبین تکلیفیں

برداشت کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، وہ اس حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے عطا عام کرتا ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو آپ کے ابتدائے حال سے آپ پر فرمائیں۔

قرآن میں چار جگہوں پر اسم محمد ﷺ کا ذکر

(۱):وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور محمد تو ایک رسول ہیں (پ:4 آل عمران:144)

(۲):مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(پ:22 احزاب:40)

(۳):وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمّد پر اتارا گیا۔

(پ26 محمد:2)

(4):مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

محمّد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل

(پ:26 الفتح:26)

نبی کریم ﷺ کے القاب

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(پ:17 الانبیاء:107)

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ اے بالا پوش اوڑھنے والے۔

(پ:29 مدثر:1)

شانِ نزول : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کوہِ حرا پر تھا کہ مجھے ندا کی گئی یَامُحَمَّدُاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا کچھ نہ پایا، اوپر دیکھا، ایک شخص آسمان زمین

کے درمیان بیٹھا ہے (یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی) یہ دیکھ کر مجھ پر رعب ہوا اور میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے بالاپوش اڑھاؤ انھوں نے اڑھادیا تو جبریل آئے، انھوں نے کہا **یٰاَیُّھَاالْمُدَّثِّرُ**۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ اے جھرمٹ مارنے والے۔

(پ: 29 المزمل :1)

معراج مصطفی ﷺ کا ذکر

سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ

بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱﴾

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھیکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

(پ 15 بنی اسرائیل :1)

معراج سے واپسی کا ذکر

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾

اس پیارے چمکتے تارے محمّد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ﴿۲﴾

تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴿۸﴾ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا

نوٹ: اس کے معنٰی میں بھی مفسّرین کے کئی قول ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرتِ حق کے قرب سے مشرف ہوئے تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہ ہی صحیح تر ہے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾

تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ﴿ۚ۱۰﴾

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔(پ 27 النجم 1-11)

نوٹ : نبی کریم ﷺ آنکھ سے دیکھا دل سے پہچانا اور اس رویت و معرفت میں شک وتردّد نے راہ نہ پائی . دیکھا کس کو اللہ تعالی کو۔ صحیح یہ ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدارِ الٰہی سے مشرّف فرمائے گئے۔ مسلم شریف کی حدیثِ مرفوع سے بھی یہی ثابت ہے ٗ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بحرالامّۃ ہیں ٗ وہ بھی اسی پر ہیں۔ مسلم کی حدیث ہے رَاَیۡتُ رَبِّیۡ بِعَیۡنِیۡ وَبِقَلۡبِیۡ میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ قسم کھاتے تھے کہ محمّد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حدیثِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا قائل ہوں حضور نے اپنے رب کو دیکھا اس کو دیکھا اس کو دیکھا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہی رہے یہاں تک کہ سانس ختم ہوگیا۔

نظر مصطفی ﷺ کا ذکر

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿۱۷﴾

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔(پ:27 النجم:17)

نوٹ : اس میں سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالِ قوّت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں۔ آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے ٗ داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے ٗ نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری ٗ نہ حضرت موسٰی علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقام عظیم میں ثابت رہے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک کے حوالے سے آیات

چہرہ مبارک کی قسم

وَ الضُّحٰی ۙ﴿۱﴾

چاشت کی قسم یا چہرہ محبوب کی قسم (سورۃ الضحٰی :1)

زلفِ مبارک کی قسم

وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾

اور رات کی جب پردہ ڈالے یا زلفِ مصطفیٰ ﷺ کی قسم (سورۃ الضحیٰ: 2)

سینہ مبارک کا ذکر

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۙ﴿۱﴾

کیا ہم نے تمھارا سینہ کشادہ نہ کیا۔ (سورۃ الم نشرح: 1)

ہاتھ مبارک کا ذکر

يَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَيۡدِيۡهِمۡ "

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (الفتح: 10)

نوٹ: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھ بیعتِ رضوان ہ کر رہے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں لی تھی۔ یہاں اللہ عزوجل رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ فرمایا حالانکہ اللہ عزوجل اعضا سے پاک مگر یہ بتانا مقصد ہے کہ رسول سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرنا ہے جیسے کہ رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

دل مبارک کا ذکر

مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (النجم: 11)

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ

اس نے تو تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا۔

آنکھ مبارک کا ذکر

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی (النجم: 27)

زبانِ مبارک کا ذکر

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ﴿ؕ۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ۙ﴿۴﴾

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (النجم: 3-4)

جان مبارک کی قسم

لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۷۲﴾

اے محبوب تمہاری جان کی قسم بیشک وہ (کفار) اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔

(پ14 الحجرات:72)

نوٹ: مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ ﷺ کی جانِ پاک کی طرح عزّت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے سوا کسی کی عمر وحیات کی قسم نہیں فرمائی۔ یہ مرتبہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہے۔ حضرت عمر کا فرمان اس پر گواہ۔

آپ کے قول کی قسم اٹھانا

وَ قِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

(پ25 زخرف:88)

شہر مبارک کی قسم

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ (البلد:1-2)

والد محترم کی قسم

وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ﴿۳﴾

اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔ (البلد:۳)

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا

(۱): مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

(پ:5 النساء:80)

سببِ نزول: رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبّت کی ۔اِس پر آج کچھ گستاخ بددین منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصارٰی نے عیسٰی بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ تعالی نے اِن کے رَدّ میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بے شک رسُول کی

اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

نبی کریم ﷺ کے دشمن کو دشمنی پرسات انعامات کا وعدہ

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

(المجادلۃ:22)

سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جناب میں گُستاخی کرے، مسلمان اس سے دوستی نہ کریگا، جس کا صَرِیح یہ مفَاد (صراحتاً ثابت) ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔ جب تم کسی دشمن رسول سے قطع تعلق کروگے تمھیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے اللہ بیان فرماتا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نَقش کردے گا جس میں اِن شاء اللہ تعالیٰ حُسنِ خَاتِمَہ کی بشارتِ جَلِیلہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا لکھا نہیں مٹتا۔ (2) اللہ تعالیٰ روحُ القدس (جبرائیل امین) سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ (3) تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رَواں ہیں۔ (4) تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے، خدا والے ہو جاؤ گے۔

(5): مُنہ مانگی مُرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے کروڑوں دَرَجے افزُوں۔ (6): سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔ (7): یہ کہ فرماتا ہے ''میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی'' بندے کیلئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر اِنتِہائے بندہ نوازی (۲) یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی۔

(تمہید الایمان ص 62)

حضور ﷺ سب کے لیے رحمت

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

اور اللہ کاکام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔(پ:9انفال:33)

سببِ نزول:ایک بار کفار نے دعا کی یااللہ اگر یہ قرآن سچا ہے تو ہم پر عذاب بھیج دے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے محبوب یہ کفار اپنی موت اپنے منہ مانگ رہے ہیں لیکن چونکہ آپ ﷺ ان میں موجود ہو اس لیے میں ان کو عذاب میں مبتلا نہیں کر رہا۔اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ قیامت تک مسلمانوں میں جلوہ گر ہیں لہٰذا مسلمانوں پر عام عذاب نہ آوے گا یعنی جس سے سارے کے سارے مسلمان ہلاک ہو جائیں۔

(شانِ حبیب الرحمٰن ص107)

مالک کوثر

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (الکوثر:1)

نوٹ: گویا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اے محبوب ہم نے آپ کو فضائلِ کثیرہ عنایت کرکے تمام خَلق پر افضل کیا، حسنِ ظاہر بھی دیا، حسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوّت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امّت بھی، اعدائے دِین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٥٣

تم فرماؤاے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللّٰہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللّٰہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

سبب نزول: مشرکین میں سے چند آدمی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ کا دِین تو بے شک حق اور سچّا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں بہت سی معصیّتوں میں مبتلا رہے ہیں کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نکتہ: اللہ عزوجل محبوب کو فرما رہا ہے کہ تم فرماؤ اے میرے بندو اس سے پتا چلا اپنے آپ کو مصطفیٰ ﷺ کے بندہ و عبد کہنا درست ہے بلکہ تمام مسلمان حضور ﷺ کے بندے ہیں۔اعلی حضرت کیا خوب فرماتے ہیں۔

یا عبادی کہہ کر ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا